# دلورام کوثری کی نعتیہ شاعری کا اخلاقی و تہذیبی رنگ

# The moral and civil aspect of the Prophet’s praise-poetry by Dallërām Kautharâ

Mutahir Shah, Assistant Professor Urdu, Hazara University, Mansehra: Dr.Mutahirshah@gmail.com

Naheed Akhtar, Lecturer Tipu School & College Kabal, Swat: Naheedakhtar221@gmail.com

**Abstract**

Prophet’s (PBUH) existence is the best example of humanity.All the personal belonging to different aspects and disciplines of life have recognized the proficiency of Muhammad (PBUH) and have offered their tributes to the Prophet (PBUH). In this regard, especially poets have contributed their utmost through their poetry. It is worth-noting and quite interesting that besides Muslim poets, Non-Muslim poet also have contributed their parts in praising Muhammad (PBUH).Poets belonging to Hinduism, Christianity, and Sikhism have elevated Prophet Muhammad’s elegance in their poetry and other literary works. Dallu Ram Kousery is another illustrious figure whose poetry encompasses prophet’s (PBUH) praise. This essay throws light upon some of Dalu Ram’s poetry based upon Prophet’s (PBUH)’ praise.

**Keywords**:Dallu Ram, Praise Poetry, Seerat, Representative, Praising, Rights, Moral, Prophet ﷺ)

ذاتِ اقدس ﷺ سے محبت تقاضائے ایمان ہے۔کوئی مسلمان تب تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی ذات سے بڑھ کر حضرت محمد ﷺ سے محبت نہ کرے۔رسول پاک ﷺ سے اسی والہانہ عشق و محبت کا اظہار تقریباً تمام مسلمان اردو شعراء نے اپنی شاعری کے ذریعے کیا ہے۔اس سلسلے میں نہ صرف مسلمان شعراء بلکہ غیر مسلم شعراء نے بھی آپ ﷺ کی سیرت سے متاثر ہو کر عقیدت کے شعری نذرانے پیش کیے ہیں۔متعدد ہندو شعراء اپنے نعتیہ کلام کی وجہ سے شہرت حاصل کر چکے ہیں جن میں ایک اہم نام دلورام کوثری کا بھی ہے۔کوثری کی

نعتیہ شاعری میں آپ ﷺ سے نہ صرف عشق کا والہانہ اظہار ملتا ہے بلکہ اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ کا گہرا شعور بھی نظر آتا ہے۔ اُن کی شاعری کا یہی اخلاقی اور تہذیبی رنگ ان کی نعت گوئی کا نمایاں ترین وصف ہے۔ دلورام کوثری کے نعتیہ کلام میں انہی خصوصیات کی بنا پر ڈاکٹر فرمان فتح پوری اُن کو حقیقی معنوں میں اپنے دور کا نمائندہ ہندو نعت گو شاعر شمار کرتے ہیں:

> ''مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم شعراء کی طرح غیر مسلم شعراء کی نعتوں کا بھی بیشتر حصہ یکسر رسمی ہے۔ صرف دلورام کوثری ایک شاعر ہیں جنہیں حقیقی معنوں میں نعت گو کہہ سکتے ہیں۔''[1]

دلورام کوثری دسمبر ۱۸۸۳ء میں نانڈڑی ضلع حصار (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ دلورام کوثری کے حالاتِ زندگی صرف اس قدر میسر ہیں جس قدر انھوں نے خواجہ حسن نظامی کو اپنا نعتیہ کلام مرتب کرنے کی سلسلے میں لکھے۔ دلورام کوثری کا تعلق قوم بشنوئی سے تھا۔ ان کے مطابق ان لوگوں کو تعلیم سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ ایسے میں وہ اپنی قوم کے پہلے شخص تھے جنھوں نے تھوڑی بہت تعلیم حاصل کی، تاہم جلد ہی انھوں نے بھی شعر و شاعری کی طرف رغبت کی بنا پر تعلیم چھوڑ کر شاعری شروع کی:

> ''بشنوئیوں کو تعلیم کا شوق مطلق نہیں، میں پہلا بشنوئی ہوں جس نے سب سے پہلے اپنی قوم میں تعلیم پائی، انٹرنس میں انگریزی پڑھتا تھا کہ شوق شاعری نے بغل میں ایسی گدگدی کی کہ سکول چھوڑ دیا۔ مگر والد صاحب مرحوم نے کوشش کرکے مجھے ایک ڈاکٹری کالج میں داخل کروایا مگر وہاں لفظ مسیحا کے سوا کچھ نہ سیکھا اور کالج چھوڑ کر غزل گوئی میں مصروف ہوا۔ اور مشاعروں میں جانے لگا۔''[2]

---

[1] ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ اردو کی نعتیہ شاعری۔ حلقہ نیاز و نگار۔ کراچی۔ ۱۹۷۴ء۔ ص ۹۰
Dr. Farm«n Fateé Purâ, Urdu Natiā Sh«ʿrâ , Halqaḥ Ni«z o Nig«r, Kar«châ, 1974, p.90

[2] ۔ دلورام کوثری۔ ہندوں کی نعت اور منقبت۔ مرتبہ مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ حلقہ مشائخ بک ڈپو۔ دہلی ۔ جولائی ۱۹۲۴ء۔ ص۔ ۲۳
Dallë Rām Kautharâ, Hindawën kâ Na’t awr Manqabat, Murattebah: Mawlānā Khwāja Ḥasan Naẓāmâ Dehlawâ, Halqa Mshāʾkh Book Dep. Dehlâ, 1924, p. 23

روایتی شعر و شاعری کے علاوہ کوثری نے نبی پاک ﷺ اور اہلِ بیت سے خصوصی انسیت کی بنا پر نعت گوئی شروع کی اور اپنے نعتیہ کلام کے ذریعے پیمبر ﷺ سے عشق و محبت، مدح اور نعت گوئی کو مسلمانوں سے منسوب کرنے کی روایتی سوچ کو مسترد کر دیا۔ ان کی نعتیہ شاعری سے ایک شعر بطورِ مثال دیکھیے جس سے اس ضمن میں اُن کے شعری فلسفے کا بخوبی اظہار ہوتا ہے:

کچھ عشقِ پیمبرؐ میں نہیں شرط مسلماں
ہے کوثری ہندو بھی طلبگارِ محمدؐ (3)

دلورام کوثری کی نعتیہ شاعری میں حضور پاک ﷺ سے والہانہ عشق کا جو اظہار ملتا ہے وہ مذہبی تعصب سے بالاتر ہو کر خالص جذبوں اور پر خلوص کیفیات کا مظہر ہے۔ ان تمام تر خوبیوں کے علاوہ اُن کی نعتیہ شاعری کا نمایاں پہلو اسلام سے محبت اور اسلام کا اخلاقی اور تہذیبی رنگ ہے۔ اسلام کے تاریخی واقعات، اخلاقی ڈھانچہ اور تہذیب و تمدن سے واقفیت کا شعور اُن کے نعتیہ کلام میں جابجا نظر آتا ہے اور یہی شعور فنِ نعت گوئی کے لیے از حد ضروری ہے۔ والی آسی کے مطابق:

> "نعت گوئی کے لیے حبِ رسولؐ کے ساتھ ساتھ اگر اصل کمالاتِ رسالت، اسلام کے صحیح تصورات، عہدِ رسالت کے صحیح واقعات اور قرآن و حدیث سے کماحقہ واقفیت نہیں تو نعت گوئی مشکل ہی نہیں نا ممکن ہے۔" (4)

عہدِ رسالت سے پہلے عرب تہذیب جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جہاں تمام تر برائیوں کے علاوہ عورتوں کے حقوق کا کوئی تصوَر موجود نہ تھا یہاں تک کہ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج عرب کے پرانے اخلاقی اور تہذیبی روایات پر بدنما داغ کی طرح تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ حضور ﷺ کی آمد سے عرب تمدن میں عورتوں کی

---

3۔ ایضاً۔ ص۔ ۸
Ibid, p. 8

4۔ والی آسی، نعت کا ارتقا مشمولہ ارمغانِ نعت، مرتبین سجاد صدیقی، والی آسی، مکتبہ دین و ادب، لکھنؤ، دسمبر ۱۹۶۱ء ص۔ ۱۸
Walâ ʻĀsâ, Nāʿt ka Irtiq« mashmëla Ārmghān Nā't, Murattebân: Sajjād Siddiqâ, Walâ ʻĀsâ, Maktaba Dân o Adab , Lucknow, 1961, p.18

قسمت کی کایا ہی پلٹ گئی۔اب عورتوں کو نہ صرف بنیادی حقوق حاصل تھے بلکہ عورتیں قابلِ قدر واحترام بھی ٹھہرائی گئیں۔اس اخلاقی و تہذیبی تبدیلی کو دلورام کوثری اپنے نعتیہ کلام میں یوں پیش کرتے ہیں:

بیٹی کو آپ دیکھ کے شاداں بڑے ہوئے
تعظیم فاطمہ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے
اصحاب نے جو دیکھا یہ اُلفت کا ماجرا
کی عرض یا نبیؐ ہمیں حیرت ہوئی سوا[5]

حضورؐ کی بعثت کے بعد بھی کچھ لوگوں کے اذہان میں زمانہ جاہلیت کے اثرات باقی تھے اور نئے رسوم ورواج اور اسلامی رویوں کو اپنانے میں دقت محسوس کر رہے تھے، لیکن آپؐ نے اپنی ذات اور گھر سے ابتدا کی اور اپنی زندگی میں اچھے اخلاق اور اسلامی رِوایات کو اپنانے کا عملی نمونہ پیش کر کے اعلیٰ مثال قائم کی۔اپنی ازواج اور بیٹیوں کو عزت و احترام سے نواز کر تمام بنی نوع انسان کو تہذیب و تمدن کے اعلیٰ روایات کی طرف درست رہنمائی فرمائی۔پرانے جھگڑوں کو مٹا کر اخوت اور بھائی چارے کا درس دے کر ایک پر امن معاشرہ تشکیل دیا۔اخوت کے اس درسِ محمدؐ کا احاطہ دلورام کوثری اپنی ایک نعت میں یوں کرتے ہیں:

نبیؐ نے یہ فرمایا بالائے منبر
مسلماں مسلماں کو بھائی بنائے
اخوت کا صیغہ پڑھے ہر مسلماں
کہ نفرت گھٹائے محبت بڑھائے
مسلماں تو ہیں آپس میں بھائی
یہ ہر ایک اخوت کا صیغہ پڑھائے[6]

[5]۔دلورام کوثری، آبِ کوثر، جعفر بک ایجنسی، لاہور، س ن، ص، ۴۴
Dallë Rām  Kautharâ, ÿb Kauthar, Ja’far book Agency, Lahore. p.44
[6]۔دلورام کوثری، آبِ کوثر، ص، ۵۰
Dallë Rām  Kautharâ, ÿb Kauthar, p.50

اس درسِ رسولؐ کے باعث عرب کے جنگجو قبائل جو ہر وقت ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہتے تھے ایک پُر امن اور مہذب قوم بن کر اُبھرے۔ جنگ سے امن تک کا یہ سفر شانِ رسولؐ سے ممکن ہوا۔ دلورام کوثری کے نعتیہ کلام میں اس قسم کے اخلاقی اور تہذیبی مضامین جا بجا نظر آتے ہیں جس میں اسلامی معاشرے کی اخلاقی ترقی اور مثبت تہذیبی تبدیلیوں کا بیان ہوا ہے اور جو ذاتِ اقدسؐ کے مرہونِ منت ممکن ہوا۔ آپ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے تمام فرسودہ رسومات کو مٹا کر نئی اور روشن تہذیب کی داغ بیل ڈالی جس میں ہر طبقے کے لیے عزت و احترام اور حقوق کا تعین ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی شخصیت میں ان خوبیوں کی بنا پر نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

دلورام کوثری باوجود ہندو ہونے کے حضورؐ کے ثناخواں ہیں اور اسی کو اپنی نجات کا ذریعہ بھی مانتے ہیں۔ اس کا اظہار وہ اپنی ایک نعت میں خود بھی یوں کرتے ہیں:

ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنّم نے دی صدا
میں پاس جب گیا تو نہ مجھ کو جلا سکا
بولا کہ تجھ پہ کیوں مری آتش ہوئی حرام
کیا وجہ تجھ پہ شعلہ جو قابو نہ پا سکا
میں نے کہا کہ جائے تعجب ذرا نہیں
واقف نہیں تو میرے دلِ حق شناس کا
ہندو سہی، مگر ہوں ثناخوانِ مصطفےٰؐ
اس واسطے نہ شعلہ ترا مجھ تک آ سکا[7]

دلورام کوثری کے مطابق حضور ﷺ کے ثناخوان صرف عرب تک محدود نہیں بلکہ اُن کی شخصیت کے سحر نے ہندوستان کے باشندوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، چنانچہ اُن کے بقول جہاں عرب میں حسّانؓ حضورؐ کی مدح سرائی کرتے ہیں تو ہندوستان میں دلورام کوثری بھی آپؐ کی مدح خوانی میں مصروف رہتے ہیں۔ حسان بن ثابت ایک مشہور عربی شاعر تھے جو شانِ رسولؐ میں رطب اللسان رہتے تھے۔ دلورام کوثری کو ان کی نعتیہ شاعری کی بنا پر

---

[7]۔ دلورام کوثری، آبِ کوثر، جعفر بک ایجنسی، لاہور، س ن، ص، ۳۲-۳۳

Dallë Rām Kautharâ, ÿb Kauthar, Ja'far book Agency, Lahore. p.32-33

مشہور صوفی پیر جماعت علی شاہ نے ''حسان الہند'' کا لقب عطا کیا۔اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری تحریر کرتے ہیں:

''کوثری کو محمد ﷺ اور آپ کے اہلبیت سے کافی شغف تھا اور انھوں نے نعت و منقبت میں کافی سرمایہ بطور یادگار چھوڑا۔کوثری کو حسان العجم کا خطاب حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے مرحمت فرمایا تھا۔''(8)

خود دلورام کوثری حسانؓ العرب اور ''حسان العجم'' کے درمیان مدحِ رسول کی مشترکہ خصوصیات بیان کرتے ہوئے ہنداسلامی تہذیب کی عکاسی یوں کرتے ہیں:

نبیؐ کے ہوئے نعت گو دو برابر
کہ دونوں کو اک مدح خوانی میں رکھا
ہے حسان پہلا تو میں دوسرا ہوں
نہیں فرق اول میں ثانی میں رکھا
خدا نے اُسے سونپی محفل عرب کی
مجھے بزمِ ہندوستانی میں رکھا(9)

ہندوستان میں عربوں کی آمد کے بعد اسلام کی اشاعت و تبلیغ ہوئی، شعائرِ اسلام نے ہندوستان کی ثقافتی روایات اور رسم و رواج کو متاثر کیا جس کے نتیجے میں ہنداسلامی تہذیب کا آغاز ہوا۔پیغمبرِ اسلام کے ثناخواں اور عشاق ہندوستان میں بھی پیدا ہونے لگے۔مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندو شعراء نے بھی بلا تفریق پیغمبرِ اسلام سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔دلورام کوثری کا شمار ان معدودے چند ہندو شعراء میں ہوتا ہے جو عاشقِ رسولؐ ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبِ اسلام سے خصوصی لگاؤ بھی رکھتے ہیں۔اُن کی نعتیہ شاعری میں اسلامی تلمیحات، قرآنی حوالے اور

---

8۔ڈاکٹر اسمٰعیل آزاد فتح پوری، اردو شاعری میں نعت، ابتدا سے عہد محسن تک، جلد دوم، نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۹۲ء، ص ۲۴۱
Dr. Ismāʿl Āzād Fateḥ Purâ, Urdu Shāʾrâ mein Na’t, Ibtidā sy Ehd Moḥsin tak, Nasâm Book Dep, Lucknow, 1992, p.241

9۔دلورام کوثری، ہندوؤں کی نعت اور منقبت، ص ۱۴

Dallë Rām Kautharâ, Hindawën kâ Na’t awr Manqabat, p. 14

اسلامی تاریخ کے مضامین کا بیان اسلامی تہذیب سے اُن کی وابستگی اور آگاہی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے اپنی نعتیہ شاعری میں اسلامی تہذیب اور ثقافت کے پرچار کے باوصف اردو نعت گوئی کے مشہور محقق ڈاکٹر ریاض مجید کو اُن کی ذات میں باوجود ہندو ہونے کے ایک مسلمان نظر آتا ہے:

''ان کی نعتوں میں قرآن و حدیث کے حوالے اور اسلوبِ بیان میں فارسی و عربی کے الفاظ و تراکیب رچے بسے نظر آتے ہیں اور کہیں غیریئت واجنبیت کا احساس نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کے ساتھ رہنے اور پیغمبرِ اسلام سے ذاتی رغبت و محبت کے سبب تہذیبی و ثقافتی طور پر کوثری ایک مسلمان بھی تھے۔ان کی نعتیہ شاعری کی فضا اس حقیقت کی گواہ ہے۔''[10]

دلورام کوثری اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ اور اسلام کی امن پسندی اور رواداری سے اس قدر متاثر تھے کہ اسلام کی سرخروئی کے خواہشمند اور شش جہت اسلامی پرچم لہرانے کے خواہاں نظر آتے ہیں:

کوئی دن میں دورِ مصطفٰے آئے گا پھر
شش جہت میں پرچمِ اسلام لہرائے گا پھر
ملتِ بیضا کی پھر پھیلے گی ہر سو روشنی
شعلہ ءادیانِ کفر و شرک بجھ جائے گا پھر
مہدیٔ آخر زماں فرمائیں گے آخر ظہور
صورتِ دجّال منہ کی ہر عدو کھائے گا پھر[11]

مہدی کا ظہور اور اور فتنہ دجال سے متعلق پیش گوئی پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے کی تھی۔ان واقعات کے ظہور سے متعلق متعدد احادیث میں ذکر موجود ہے۔دلورام کوثری اُن احادیث کی روشنی میں مہدی

---

[10]۔ڈاکٹر ریاض مجید۔اردو میں نعت گوئی۔اقبال اکادمی پاکستان۔لاہور۔طبع اول ۱۹۹۰۔ص ۵۷۲
Dr. Riāz Majâd, Urdu mein Na’t Goâ, Iqbāl Academy, Lahore, Pākistān, 1990, p.572

[11]۔دلورام کوثری،آبِ کوثر،ص۴۸۔۴۹

Dallë Rām Kautharâ, ÿb Kauthar, p: 48-49

کے ظہور، دجال کی سرکوبی اور اسلام کی فتح یابی کو اپنی نعتیہ شاعری کا خاص موضوع بناتے ہیں' جو اسلامی تہذیب و ثقافت اور اقدار و روایات سے کما حقہ آگاہی اور اسلام سے اُن کے خصوصی شغف کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

دلورام کوثری اسلامی تاریخ و تہذیب کے اس قدر دلدادہ نظر آتے ہیں کہ نبی پاکؐ کے بعد خلفائے راشدین کی سیرت اور اُن کے دورِ حکومت کا کما حقہ ادراک بھی رکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اسلام کی اشاعت اور فتوحات کے سبب جغرافیائی وسعتوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ وہ آپؓ کی مدبّرانہ اور عادلانہ طرزِ حکومت کو بھی اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بناتے ہیں۔ کسی ہندو شاعر کی اسلام سے اس قدر اُنسیت دلورام کوثری کو اپنی طرز کا منفرد نعت گو شاعر بناتی ہیں۔ اُن کے نعتیہ کلام سے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

یا عمر فاروق اعظم تیرا واجب ہے ادب
شاملِ یارانِ احمد تو بھی ہے اے حق طلب
بیگماں سالار عادل خاص تیرا ہی خطاب
فاتحِ بیت المقدس تیرا ہی بے شک لقب
روم اور ایران سے تو نے لیا باج و خراج
ہے بجا تجھ کو کہوں میں گر سلیمانِ عرب
تیری شانِ مملکت کا ہو نہیں سکتا بیاں
تیری طرح عدل کی توصیف میں ہیں بند لب (12)

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ حکومت میں بیت المقدس کی فتح اور روم و ایران کے عظیم سلطنتوں کو شکست دے کر وہاں اسلامی پرچم نصب کرنے جیسے واقعات اسلامی تاریخ کے روشن باب ہیں۔ حضرت عمرؓ نہ صرف تاریخ اسلام کے عظیم فاتح اور خلیفہ تھے بلکہ اُن کی عدل کے چرچے بھی کو بہ کو پھیلے ہوئے تھے۔ یہی مساوات اور عدل اسلامی تہذیب کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اسلام کے اس حسنِ عدل و مساوات اور حضرت عمرؓ کی جرأت مندانہ اخلاقی رنگ کو ایک اور جگہ دلورام کوثری یوں بیان کرتے ہیں:

جو کیا تو نے، کیا اسلام کی خاطر غرض

---

[12]۔ دلورام کوثری، ہندوؤں کی نعت اور منقبت۔ ص ۱۷

Dallë Rām Kautharâ, Hindawën kâ Na’t awr Manqabat, p. 17

تیرا دم بھی بعد ختم المرسلینؐ ہے مغتنم
حد شرع پاک جاری تو نے کی فرزند پر
مر گیا بیٹا جواں اور کچھ نہ تھا تجھ کو الم
زیب دیتا ہے تجھے سالار عادل کا لقب
عدل بھی کھاتا ہے تیرے قول فصیل کی قسم(13)

اسلامی تاریخ میں خلفائے راشدین کے دور کو سنہرا دور کہا جاتا ہے یہ دور امن و آشتی کا دور تھا، اسلام چار سو پھیلا ہوا تھا تاہم حضرت علی کے دورِ خلافت میں کچھ سیاسی خلفشار پیدا ہوا۔ اس سیاسی خلفشار کے ذمہ دار مشیرانِ علی کو ٹھہراتے ہوئے دلورام کوثری اُس دور کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں:

اک شخص نے علی ولی سے یہ عرض کی
اے نائبِ رسولؐ خدا دام ظِلّکم
بو بکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں چین تھا
عثمانؓ کے بھی عہد میں لبریز تھا یہ خُم
کیوں آپ ہی کے دور میں جھگڑے یہ پڑ گئے
میری تو عقل ہو گئی اس مسئلہ میں گُم
کہنے لگے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے
اُن کے مشیر ہم تھے ہمارے مشیر تم(14)

الغرض ایک غیر مسلم ہوتے ہوئے دلورام کوثری اپنی شاعری میں اسلام کا اخلاقی و تہذیبی رنگ پیش کر کے نسلی و مذہبی تعصب سے بالا تر ہونے اور رواداری قائم رکھنے کا پیغام دیتے ہیں۔ اسلام کے تاریخی واقعات، اخلاقی و سیاسی رجحانات اور معاشرتی و تہذیبی اقدار کو دلورام کوثری جس انداز سے اپنی شاعری میں پیش کرتے ہیں اس کی مثال غیر مسلم اردو شعراء میں بہت کم نظر آتی ہے۔ ان کی نعت گوئی میں اسلامی رنگ اتنا نمایاں ہے کہ اُن کی شاعری

---

13۔ ایضاً۔ ص۔ ۱۸

ibid. p. 18

14۔ دلورام کوثری، آبِ کوثر، ص۔ ۵۹۔ ۶۰

Dallë Rām Kautharâ, ÿb Kauthar, p.59/60

کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ گمان تک نہیں گزرتا کہ یہ ایک غیر مسلم شاعر کے افکار و خیالات ہیں۔دلورام کوثری کی نعتیہ شاعری میں اخلاقی و تہذیبی رنگ فنی چاشنی سے بھرپور نظر آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ عشقِ رسول کا اظہار ہو یا سیرتِ طیبہ کا بیان،اسلام کے تاریخی واخلاقی واقعات ہوں یا تہذیبی و ثقافتی رنگ،دلورام کوثری تمام غیر مسلم نعت گو شعراء میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ان کی شاعری میں پیغمبرِ اسلام سے عشق اور اسلام سے بے لوث محبت کا ہی شائد نتیجہ تھا کہ وہ اپنے آخری دور میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔یوں عاشقِ رسولؐ اور عاشقِ دین کے ساتھ ساتھ امتِ رسول بھی بن گئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.